رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اکدن دیکھنا | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | میں بھی اک نورانی چشمہ کے پرستار نہیں

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کریگا (الہام مسیح موعود)

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

مضامین بنام اڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت بنام مینیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی ص۶۵)

جلد ۳ | ۹ مئی سنہ ۱۹۱۶ء | سہ شنبہ | مطابق ۶ رجب سنہ ۱۳۳۴ھ | نمبر ۱۱۲

مدینۃ المسیح علیہ السلام

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایک دن ناغہ سے درس قرآن مجید دیتے ہیں صحت اب اچھی ہے +

۲۔ حسب اجازت حضور عبداللہ مالاباری والد بکر و عبدالرحمن طلباء اپنے وطن پینگاڈی (مالابار) میں گئے۔ خدا خیریت سے پہنچائے +

۳۔ ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب پنشنر تشریف لائے +

۴۔ باہر مدرسہ و بورڈنگ کے پاس دار الفضل میں اور دار الامان میں چھ سات نئے مکان بن رہے ہیں۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب نے دور الضعفا میں تین مکانوں کا اضافہ فرمایا ہے +

۵۔ ایک دوست کا خط آیا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اور حکیم ابو تراب امرتسری کے مقدمہ کا فیصلہ ہو گیا ہے۔ دونوں کو ایک ایک سو روپیہ عدالت نے جرمانہ

اخبار احمدیہ

معاندین دانتہ

مولوی عبدالقدوس صاحب مدرسہ احمدیہ کے سند یافتہ عین شباب میں بعارضہ سل فوت ہوئے قادیان بہشتی مقبرہ میں جگہ پائی جب ان کے وطن میں وفات کی خبر پہنچی۔ تو دانتہ کے معاندین غیر مبائعین (جنکے دلوں میں اپنے محسن و ہادی مسیح موعودؑ کے اہلبیت و اصحاب مسیح موعودؑ کے بغض کے سوا کچھ بھی نہیں) نے اس سعادتمند بہشتی نوجوان تغمدہ اللہ برحمتہ کا جنازہ غائب پڑھنے سے انکار کیا اور نہ پڑھا کہنے لگے جو عقائد اس فرقہ ضالہ (یعنی احمدی جماعت) کے ہیں۔ انکے رو سے وہ صریحًا کافر تھا۔ کافر کا جنازہ جائز نہیں اگر دل میں اسکے خلاف عقیدہ تھا تو منافق تھا اور منافق کا جنازہ بھی جائز نہیں۔ او بدبختو۔ سوچو تم۔ کیا کہتے ہیں الوصیت کے انتظام کو انسانی قرار دیتے اور بہشتی مقبرہ کو دوزخیوں کا آرامگاہ

ٹھہراتے ہو۔ ایسیں پڑھو اعتراض کرنیوالے کو کیا فرمایا۔ یجعل اللہ فی نحور کم +

فاعتبروا یا اولی الابصار

جناب خلیفہ رجب الدین صاحب لاہور میں فوت ہو گئے

اللہ اللہ ایک وقت تھا کہ اس مرنیوالے کا دل اہلبیت و قادیان کی محبت سے پر تھا۔ جان دیتا ہے اس حالت میں کہ اہلبیت اور اصحاب قادیان کو ضال اور مشرک اور غالی سمجھتا ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا تھا کہ تم تو ہمارے دوست تھے۔ افسوس ہے کہ تم منافقوں میں شامل ہو گئے۔ خلیفہ صاحب پھر بھی پیغام والوں ہی کے حامی رہے۔ اللھم من احییتہ منا فاحیہ علی الاسلام ومن توفیتہ منا فتوفہ علی الایمان +

غلام دستگیر کی کتاب کا حوالہ

ایک دوست نے جنکا پتہ مجھے یاد نہیں رہا۔ حضرت خلیفہ ثانی سے پوچھا تھا۔ کہ غلام دستگیر نے کس کتاب میں حضرت اقدس کے ساتھ مباہلہ کی دعا کی ہے۔ واضح ہو کہ اس کا نام

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

برادرم حسین قبادی صاحب نے بیعت کی ہے۔ اس بھائی کا باپ بھی بہت قریب ہے۔ ۹ - اپریل کو دو نوجوان شہر سے یہاں آئے انھیں سلسلہ حقہ کی باتیں خوب ذہن نشین کرادی گئیں جاتے ہوئے شرائط بیعت دیئے گئے اور انھیں کہہ دیا گیا کہ انپر غور کریں۔ ۱۰ - اپریل کو کواسے ایک آدمی آیا۔ اس کو بھی وفات مسیح - صداقت مسیح موعود سب کچھ سمجھا دیا گیا۔ اور بتا دیا گیا کہ کیوں ہم غیر احمدیوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ اسکو بھی شرائط بیعت دیدی گئی ہیں + ترجمۃ القرآن کے ۴۸ روپے وصول ہو چکے ہیں اور بیاسی روپے کے ابھی وعدے ہیں +

ماریشس میں احمدیت

اخویم عثمان احمد صاحب ماریشس سے تحریر کرتے ہیں ہم نے محض خدا کے فضل و رحم سے سلسلہ حقہ کو تسلیم کر لیا ہے اور حضرت مسیح موعودؑ کے تمام دعاوی اور خلیفۃ المسیح ثانی کو خدا کا مقرر کردہ خلیفہ تسلیم کر لیا ہے۔ یہاں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو نصف حصہ تو احمدیت کا رکھتے ہیں۔ خدا تعالےٰ انھیں جلد قبول حق کی توفیق عطا فرمادے +

۲ - اخویم غلام نبی صاحب بدھو ماریشس سے تحریر کرتے ہیں کہ جب سے میں نے احمدیت کو قبول کیا ہے بیسیوں آدمیوں کو بے دھڑک قرآن کریم اور حدیث میں ہرا چکا ہوں۔ غیر احمدیوں کے پاس عجز اس کے کہ وہ ہاتھا پائی پر اتر آئیں اور کچھ نہیں آخر میں تحریر کرتے ہیں کہ میرا سب احمدی احباب کو السلام علیکم پہنچے +

ایک مبلغ کی کامیابی

برادرم مکرم اللہ رکھا صاحب سکرٹری احمدیہ چک ۹۲ و ۹۳ تحریر کرتے ہیں۔ مولوی عبد الرحمن پیر کوٹی بحریت پہنچ گئے ہیں چک ۹۹ اور ۹۷ میں انکی تین تین تقریریں ہوئیں لوگوں پر بہت اچھا اثر ہوا۔ احمدیت کی خوبیاں خوب کھول کھول کر بیان فرماتے ہیں +

سمندری میں سلسلہ کی تحریک

سمندری سے اخویم فضل احمد صاحب تحریر کرتے ہیں کہ مولوی محمد الدین نام جو اہلحدیث کا ایک خاص آدمی تھا پہلے یہاں وفات مسیح کے بارے میں بہت مخالفت کرتا تھا۔ لیکن سالانہ جلسے کی تقاریر سننے کے بعد وفات مسیح کا قائل ہوگیا تھا۔ بعض اہلحدیث نے اپنے بڑے مولوی کو اسکے سمجھانے کیلئے بلایا۔ مولوی نے آکر مسجد میں سب لوگوں کو جمع کیا۔ اور مجھے اور محمد دین کو بلا بھیجا۔ ہم نے کہا ہمیں بھی وقت دو۔ چنانچہ ہم گئے اور مولوی نے ممبر پر کھڑے ہوکر یہ لفظ کہے کہ اگر وفات مسیح ثابت ہوگئی تو میں مرزا صاحب کی بیعت کر لوں گا۔ خیر دو گھنٹے اس نے حیات مسیح پر تقریر کی۔ اسکے بعد مولوی محمد دین صاحب کھڑے ہوئے۔ اور انھوں نے کہا کہ اگر کوئی شک سا وفات مسیح میں تھا تو اب وہ بھی جاتا رہا۔ اور تقریر شروع کی۔ اسپر مولوی بڑا تلملایا اور شور مچانا شروع کیا۔ لوگ بھی شور مچانے لگے غرضیکہ ہندوؤں اور سکھوں نے بھی انھیں ملامت کی۔ کہ یہ کوئی شرافت نہیں لیکن وہ کہاں باز آتے تھے۔ اب بازار میں اسکے متعلق بہت چہ میگوئیاں شروع ہوگئی ہیں +

الخطبہ

حضرت ام المومنین ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم ایک شخص کی دوسری شادی کرنا چاہتے ہیں جسکی عمر ۲۵ سال ہے زرگری کا کام کرتا ہے اور بڑا کاریگر ہے۔ ماہواری آمدن پچاس ساٹھ روپیہ ہے ایک بیوی پہلے موجود ہے تین لڑکیاں ہیں۔ قوم کا راجپوت ہے جو شخص اپنی لڑکی کی شادی جو پڑھی لکھی ذات الجمال و ذات الدین ہو ایسے آدمی سے کرنا چاہے وہ ہمیں اطلاع دے +

اطلاع

حکیم محمد الدین صاحب سب اسسٹنٹ سرجن اطلاع دیتے ہیں کہ احباب مندرجہ ذیل نے جب ہم ایک دوسرے سے جدا ہوئے تھے یہ وعدہ کیا تھا کہ تبلیغ احمدیت ذرائع کیلئے ہم آیندہ بھی باقاعدہ کوشش کرتے رہینگے۔ لہذا ضروری ہے کہ وہ میرے ساتھ مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں:- Mohd Din 29th H Bahadurs
Field Division I. E. F. B
B. E. Africa

احباب (۱) اخویم منشی عبد الرحیم صاحب کلارک
۲ - ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب رسالہ ۱۵
۳ - قاضی عبد الرحمن صاحب ۳۲ سگنل کمپنی
۴ - ستار احمد صاحب " " "
۵ - ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب لاہوری انڈین جنرل ہسپتال
۶ - ڈاکٹر جان محمد صاحب " کلیرنگ ہاسپٹل
۷ - میجر حق نواز خان صاحب مع ہرسہ دیگر برادران رسالہ ۱۸
۸ - وارث علی صاحب وار دار دلی ۱۱۱ فیلڈ ایمبولنس
۹ - ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب وٹرنیری اسسٹنٹ +
۱۰ - ڈاکٹر یعقوب خان صاحب " "

حافظ عبد اللہ صاحب کا پتہ

فقیر محمد حبیب اللہ صاحب بنارس سے لکھتے ہیں کہ غیر مبائعین کہتے ہیں تو مبائعین کی فہرست جعلی چھپتی ہے عبد اللہ بنارس کی بیعت الفضل ۱۰۷ میں چھپی ہے وہ کس محلہ کے رہنے والے ہیں جواب میں واضح ہو کہ حافظ صاحب موصوف کا پتہ۔ سوداگر چرم محلہ زیر محلہ عقب درگاہ قلندر صاحب بنارس ہے۔ اگر کوئی غیر مبائع بھیا کہے تو اسے چیلنج کرنا چاہیئے کہ وہ کوئی وضعی نام پیش کرے۔ البتہ یہ ہو سکتا کہ شائد کسی بیعت خلافت والے کو نو مبائع یا نو مبائع کو بیعت خلافت میں لکھا گیا ہو۔ ہم اسکے متعلق بھی بہت احتیاط کرتے ہیں +

خبریں

جبری بھرتی کا بل پیش ہوگیا۔ لنڈن ۳ مئی۔ ہوس آف کامنز میں آج مسٹر اسکویتھ نے فوجی بھرتی کا بل پیش کر دیا۔ یہ بل ۱۸ سے ۴۱ سال کی عمر کے تمام مردوں پر حاوی ہوگا۔ لنڈن - ۵ مئی۔ جبری بھرتی بل کی دوسری خواندگی ۳۲۸ ووٹ حق میں - ۳۶ ووٹ خلاف کے ساتھ پاس ہوگئی +

تسخیر العمارہ۔ ۱۴۳ دن کے مقابلہ کے بعد جنرل ٹونشنڈ بوجہ سامان ختم ہو جانیکے اطاعت پر مجبور ہوا۔ اطاعت قبول کرنیسے پیشتر اپنی توپیں اور سامان بارود تباہ کر دیا۔ اطاعت قبول کرنے والی فوج ۲۹۷۰ برٹش سپاہی اور چھ ہزار دیسی سپاہی اور خالور ہیں +

آئرلینڈ میں بغاوت فرو ہوگئی۔ آئرلینڈ میں مغربی ساحل پر ۲۱ - اپریل جرمنوں کی آبدوز کشتی اور ایک جرمن جہاز نمودار ہوا۔ جس نے ہالینڈ کے تجارتی جہاز کی صورت بنائی ہوئی تھی۔ راز فاش ہوگیا۔ ۲۴ - اپریل کو فساد ہوگیا۔ ۲۹ - اپریل کو باغی گرفتار ہوکر امن قائم ہونے لگا۔ باغیوں کو کورٹ مارشل بنایا۔ اور تین باغی گولی سے اڑا دیئے گئے۔ اور تین کو تین تین سال کی قید کی سزا دی گئی۔ اب امن ہے +

زپلینوں کا تازہ ترین حملہ۔ لنڈن ۳ مئی۔ کل رات ایک زپلین نے مشرقی ساحل کو عبور کیا۔ رات کے حملے میں ۷ - آدمی اور ۳ - عورتیں ہلاک ہوئیں۔ اور ۱۹ - آدمی اور ۱۰ - عورتیں زخمی ہوئیں +

الفضل (بسم اللہ الرحمن الرحیم)

قادیان دارالامان - مورخہ ۹ر مئی ۱۹۱۶ء

احمدی کالجئیٹوں کیلئے لاہور میں دارالمقامتہ

(نمبر ۲)

گذشتہ نمبر میں مینے اپنے ان نوجوانوں کو جو کالجوں میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ خوشخبری سنائی تھی۔ کہ ان کے رہنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے ارشاد کے ماتحت لاہور میں احمدیہ ہوسٹل[1] تجویز کیا گیا ہے۔ جس میں ان کے لئے ہرطرح کے آرام کا لحاظ رکھتے ہوئے انکی دینی ضروریات کے پورا کرنے کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ احمدیہ ہوسٹل کے قیام کی ضرورت کیوں پیش آئی ٭

آج تک جب کبھی ہمارا کوئی نوجوان کسی کالج میں داخل ہوتا۔ تو اسے مجبوراً ان لوگوں کے ساتھ بود و باش رکھنی پڑتی تھی۔ جن سے اسے نہ صرف دینی طور پر بلکہ عادات اور اخلاق کے لحاظ سے بھی بہت بڑی مغائرت ہوتی۔ وہ سامان تفریح جو دوسروں کے لئے خوشی کا باعث ہوتے اسکے لئے سخت تکلیف کا موجب بنتے۔ اور وہ طرز رہائش جو دوسروں کے لئے پسندیدہ ہوتی۔ اسکے لئے دکھ کا باعث ہوتی۔ اس لئے یا تو اسے اپنی تعلیم کو ناتمام چھوڑنا پڑتا یا ایسا ہوتا کہ آہستہ آہستہ اسپر بھی صحبت کا اثر ہونا شروع ہو جاتا۔ کیونکہ جن لوگوں میں انسان کو آٹھوں پہر رہنا پڑے۔ اور جن سے میل ملاپ رکھنا بھی ضروری ہو۔ ان کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ انسان کوئی ایسی ہستی تو ہے نہیں کہ گرد و پیش کے حالات اور اپنے اوپر وارد ہونیوالے اثرات سے متاثر نہ ہو۔ اور خاصکر طلباء جن کا فرض ہی یہی ہے۔ کہ دوسروں سے فائدہ اٹھائیں۔ اور جن کی طبیعت ایسی ہوتی ہے کہ جو بات اسپر نقش کیجائے۔ وہ آسانی سے نقش ہو سکے۔ اسلئے ایک احمدی طالب علم جب دن رات غیر احمدی طلباء کی صحبت میں قیام اختیار کرتا۔ جن سے اسے کوئی مناسبت نہیں ہوتی تو آہستہ آہستہ ان سے نسبت پیدا کرنا شروع کر دیتا جسکا نتیجہ یہ ہوتا۔ کہ وہ اپنے اوصاف مخصوصہ کو فراموش کرنے لگ جاتا۔ جو اسے اپنے والدین یا احمدی استادوں کے زیر اثر رہ کر حاصل ہوئے تھے۔ اس کے متعلق اگر یہ کہا جائے کہ بعض لڑکے ایسے پختہ مزاج ہوتے ہیں جو دوسروں کے اثر کو قبول نہیں کرتے۔ اس لئے انہیں کوئی نقصان نہیں ہو سکتا تو یہ بھی ٹھیک نہیں۔ کیونکہ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ کچھ لڑکے ایسے ہوتے ہیں جو اپنی پہلی حالت پر قائم رہ سکتے ہیں۔ تو اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ آیندہ ترقی کرنے سے رک جاتے ہیں۔ اس صورت میں بھی کوئی کم نقصان نہیں اٹھاتے کیونکہ وہ ابھی عمر کے اس قدر اوصاف حاصل نہیں کر چکے ہوتے جو ان کے لئے کافی ہوں۔ بلکہ انہیں حاصل کرنے کی ابھی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ کوئی انسان ایک حالت پر کبھی قائم ہی نہیں رہ سکتا۔ یا تو اس کا قدم ترقی کیطرف اٹھیگا۔ یا تنزل کیطرف۔ اگر کوئی شخص کچھ عرصہ کے لئے ایک حالت پر ٹھہر جائے۔ تو سمجھ لینا چاہیئے کہ اسکے تنزل کی ابتدا شروع ہو گئی ہے۔ اور ترقی بند ہو چکی ہے۔ پس وہ احمدی طالب علم جسے اپنی پختہ مزاجی کا یقین ہو وہ بھی دوسروں میں رہ کر نقصان اٹھائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہ تو اخلاقی پہلو سے نقصان ہوا۔ مذہبی پہلو کا نقصان اس سے بھی بہت زیادہ اور خطرناک ہے۔ جب انسان کے اخلاق اور عادات پر کوئی برا اثر پڑنا شروع ہوتا ہے تو اس کے مذہب اور دین کو بھی ضعف پہنچنا شروع ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں یہ بات کس قدر قابل افسوس اور درد انگیز ہے کہ ایک لڑکا جو علم حاصل کرنے اور اپنے معلومات کو بڑھانے کے لئے کالج میں داخل ہو کر بڑی محنت اور عرق ریزی سے دن رات گذارتا ہے۔ اور بہت سا روپیہ صرف کرتا ہے۔ لیکن مذہب کے معاملہ میں نقصان اٹھاتا رہتا ہے۔ ان باتوں کی وجہ سے اسبات کی ضرورت پیش آئی کہ احمدی طلباء کے لئے خاص طور پر انتظام کیا جائے۔ تا وہ اس قسم کے نقصانات سے محفوظ رہیں۔ اور باتیں تو الگ رہیں۔ نماز ایسے ضروری اور لابدی فرض مذہبی کی ادائگی میں اس قسم کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے جسقدر نقصان ہوتا ہے وہ ایسا ہے کہ جو انسان کی روحانی ترقیات کو بالکل روک دیتا ہے۔ اسبات کے بتانے کی کچھ ضرورت ہی نہیں کہ کالجوں کے مسلمان طلباء کہاں تک نماز کے ادا کرنے کے پابند ہوتے۔ اور انکی نگاہ میں کسقدر اسکی عزت اور وقعت ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ کوئی پوشیدہ بات نہیں ہے۔ طلباء کالج تو اپنے آپ کو نئی روشنی میں پرورش یافتہ کہتے ہیں اس لئے اگر ان کی نگاہ میں چکا چوند کی وجہ سے فرائض مذہبی نہ آتے ہوں۔ تو تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ جن گھروں میں انہوں نے صحبت اٹھائی ہوتی ہے وہ خود بھی نماز کی ادائگی کو ضروری نہیں سمجھتے۔ پس جب وہ انہیں شروع سے ہی نماز پڑھانا نہیں سکھاتے تو کالج میں انہوں نے پرورش پائی۔ اور جن لوگوں کی انہوں نے صحبت اٹھائی ہوتی ہے۔ وہ بھی نماز کی ادائگی کو ضروری نہیں سمجھتے۔ پس جب وہ انہیں شروع سے ہی نماز پڑھانا نہیں سکھاتے۔ تو کالج میں ان کا نماز نہ پڑھنا موجب حیرت نہیں ہو سکتا۔ لیکن ایک احمدی طالب علم کی تربیت بالکل ان کے خلاف ہوتی ہے۔ اس کے والدین اگر احمدی ہیں تو نماز کے بڑے پابند ہوتے ہیں۔ پھر جن لوگوں کی صحبت میں اسے رہنے کا موقع نصیب ہوتا ہے۔ وہ بھی بڑی پابندی سے نماز ادا کرتے ہیں پھر وہ خود بھی نماز کی حلاوت سے شیریں کام ہوتا ہے۔ اس لئے جب وہ کالج میں داخل ہوتا ہے۔ تو وہاں بھی اسے اس فرض کی ادائگی کا خاص طور پر خیال ہوتا ہے لیکن چونکہ اکثر حالتوں میں وہ اکیلا ہی ہوتا ہے۔ اسلئے اکو باجماعت نماز نصیب نہیں ہو سکتی۔ اور وہ اس لطف اور سرور سے محروم رہتا ہے۔ ہر ایک وہ شخص جسے خدا نے باجماعت نماز پڑھنے کی توفیق دی ہو۔ وہ خوب سمجھ سکتا ہے کہ جو مزا باجماعت نماز ادا کرنے میں آتا ہے وہ اکیلے پڑھنے سے کبھی نہیں آ سکتا۔ کیونکہ مجموعی طور پر خدا تعالیٰ کیطرف سے جو برکات نازل ہوتے ہیں۔ وہ انفرادی حالت میں نہیں ہو سکتے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

[1] احمدیہ ہوسٹل۔ لارنس روڈ ایونس بنگلو میں منتقل ہوا ہے۔ کوٹھی کرایہ پر لی جا چکی ہے۔ اور وہاں بہت سے طلباء رہتے ہیں

نماز باجماعت پڑھنے کی سخت تاکید فرمائی ہے۔ آپنے تو یہاں تک فرمادیا۔ کہ جو لوگ عشا اور صبح کی نماز باجماعت نہیں پڑھتے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ میں اپنی جگہ کسی اور کو نماز پڑھانے کے لئے کھڑا کر جاؤں۔ اور اپنے ساتھ کچھ آدمی لے کر ادھر سے ایندھن اٹھواکر سارے شہر میں ان لوگوں کو تلاش کروں جو نماز میں شامل نہیں ہوتے اور پھر آدمیوں سمیت ان کے گھر پھونک دوں۔ نماز باجماعت پڑھنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ ایسی بڑی تاکید ہے کہ جسکی اہمیت کو وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو سمجھتے ہیں۔ آپ ایسا رحیم کریم انسان جو اپنے بدترین دشمنوں سے رحم اور لطف سے ہی پیش آتا۔ ان لوگوں کی نسبت جو عشار اور صبح کی نماز باجماعت نہیں پڑھتے۔ فرماتا ہے کہ میرا دل چاہتا ہے ان کو ان کے گھروں سمیت جلاکر خاک سیاہ کردوں۔ کیا اس سے بڑھکر بھی کوئی متنبہ کرنے والے الفاظ ہوسکتے ہیں۔ آپنے عشار اور صبح کی نمازوں کے اس لئے نام لئے ہیں کہ یہ دونوں ایسے وقت ہیں۔ جبکہ انسان پر سستی اور غفلت طاری ہوتی ہے۔ عشار کے وقت نیند کی وجہ سے بعض لوگ سستی کرتے ہیں اور گھر میں ہی نماز پڑھ کے سو رہتے ہیں۔ اور صبح کی نماز کے وقت ان کے لئے سویرے جاگ کر جماعت کے ساتھ شامل ہونا مشکل معلوم دیتا ہے۔ آپنے انہی دونوں وقتوں کا نام لیکر بتادیا کہ جب ان وقتوں میں آنا ایسا ضروری ہے تو اور وقتوں میں کیوں نہیں ہے۔ پس ایک مومن کا جہاں یہ فرض ہے کہ وہ نہایت پابندی سے نماز ادا کرے وہاں اس کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ حتے الوسع باجماعت نماز پڑھے مجھے امید ہے کہ میرے مخاطب احباب کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے وہ الفاظ ضرور یاد ہوں گے۔ جو آپنے گذشتہ سے پیوستہ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر نماز باجماعت ادا کرنے کی تاکید کرتے ہوئے فرمائے تھے اور اگر کسی نے نہ سنے ہوں تو اب سن لے۔ آپنے فرمایا تھا۔ "مجھے قرآن شریف سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ جسکو نماز باجماعت پڑھنے کا موقع ملے۔ اور وہ نہ پڑھے تو اسکی نماز ہی نہیں ہوتی" چونکہ احمدی طلبائے کالج کو عام طور پر روحانی اور اخلاقی امور کے علاوہ نماز باجماعت پڑھنے کا موقعہ نہ ملنے کی خاص طور پر شکایت تھی۔ اور واجب شکایت تھی۔ اسلئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے اس کے انسداد کے لئے احمدیہ ہوسٹل کی تجویز فرمائی۔ تاکہ تمام احمدی طلبار ایک جگہ سکونت رکھنے کی وجہ سے نماز باجماعت پڑھ سکیں۔ اسکے علاوہ درس قرآن کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ تاکہ یہ روحانی غذا بھی طلبا کو میسر ہوتی رہے *

اس وقت تک جبکہ احمدیہ ہوسٹل کو قائم ہوئے چند ہی ماہ کا عرصہ گذرا ہے۔ وہ کہاں تک مفید اور فائدہ مند ثابت ہوا ہے۔ اسکی نسبت ہوسٹل میں اقامت گزین ہونیوالے ایک صاحب کی زبان سے ہی سن لیجئے وہ حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں لکھتے ہیں کہ:۔

"جہاں تک میرا تجربہ ہے۔ میں احمدیہ ہوسٹل کو بہت مفید پایا۔ احمدیہ ہوسٹل میں رہ کر میں تو یہی سمجھتا رہا ہوں۔ گویا میں قادیان میں ہی رہتا ہوں"

قادیان کی رہائش سے احمدیہ ہوسٹل کی رہائش کو تشبیہ دینا کوئی معمولی بات نہیں۔ وہ احباب جنہوں نے اپنے لمحے کبھی قادیان میں گذارے ہیں وہ خوب سمجھ سکتے ہیں۔ کہ کس قسم کی رہائش قادیان کی رہائش سے مشابہت کا حق رکھتی ہے۔ اور پھر یہ تشبیہہ کسی غیر نے نہیں دی۔ بلکہ ایک ایسے شخص نے دی ہے۔ جو خود اس میں مقیم ہے۔ اور ایسے حالات میں رہنے کا عادی ہے کہ تھوڑی سی تکلیف اور خلاف طبع بات اسکی برداشت سے باہر ہے پھر ہر طرح سے اسکے فوائد کے سمجھنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ پس مجھے اس کے متعلق کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ ہر ایک احمدی طالب علم اس بات کو خوب سمجھ سکتا ہے۔ کہ اگر اس کے لئے لاہور میں رہ کر قادیان کی رہائش سے مشابہ رہائش کا انتظام ہوجائے۔ تو وہ کس قدر خوش قسمت ہے۔ اس لئے وہ ضرور ہوسٹل میں داخل ہونے کی کوشش کریگا۔ ہاں میں یہ بات گوش گذار کردینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہر ایک قسم کے ابتدائی انتظام میں کچھ نہ کچھ ایسی باتیں واقع ہوا کرتی ہیں۔ جو ناگوار گذرتی ہیں۔ لیکن اگر انسان عقل اور فکر سے کام لے۔ تو اس قسم کی باتیں اُسکے لئے ذرا بھی مدرک یا دل برداشتگی کا موجب نہیں ہوسکتیں۔ کیونکہ دنیا میں کوئی چھوٹی سے چھوٹی کامیابی بھی قربانی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ پھر کیا یہ بات درست نہیں کہ چھوٹی چھوٹی تکالیف اٹھاکر اگر بڑی کامیابی حاصل ہوسکے۔ تو ان تکالیف کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی۔ پس اگر ابتدائی انتظام کی وجہ سے بعض باتیں دلخواہ نہ ہوں (گو حتے الوسع ہر قسم کا آرام پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے) تو کیا وہ روحانی اور اخلاقی فوائد جو حاصل ہوتے ہیں یا ہونے کی امید ہے۔ کچھ کم ہیں۔ کہ ان کی پرواہ نہ کیجائے اور معمولی باتوں کو مدنظر رکھ کر احمدیہ ہوسٹل میں داخل ہونے سے دل چرایا جائے۔ ہر ایک کام کے ابتدار میں جو لوگ اس میں حصہ لیتے ہیں۔ وہ اسی لئے آنے والے لوگوں کے لئے قابل احترام اور لائق تعریف ہوتے ہیں کہ انہوں نے ابتدائی مشکلات کو برداشت کرکے کامیابی حاصل کی ہوتی ہے۔ اور اسی لئے بعد میں آنے والے خواہ کس قدر اس کام کو ترقی پر پہنچادیں ان کا درجہ حاصل نہیں کرسکتے۔ بس اگر اس وقت احمدی طلبار نے احمدیہ ہوسٹل میں داخل ہوکر اس کو کامیاب اور مفید ترین بنانے کی کوشش کی۔ تو یہ کوشش نہ صرف ان کے لئے فائدہ مند ثابت ہوگی۔ بلکہ ان کے نام کو بعد میں بھی عزت سے یاد کراتی رہے گی۔ اور وہ نئے داخل ہونے والوں کے نزدیک قابل احترام ٹھہرینگے *

میں اُمید کرتا ہوں کہ احمدیہ ہوسٹل کا داخلہ جو سراسر طلبار کے لئے مفید اور فائدہ رساں ہے۔ اس سے کوئی طالب علم باز نہیں رہے گا۔ اور جب انہیں یہ معلوم ہوگا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے فی الحال احمدیہ کالج کے قائم مقام یہ تجویز کی ہے۔ اور حضور کا منشار ہے کہ ہر ایک احمدی طالب علم کا اس میں داخل ہونا ضروری ہے۔ تو ضرور سب کے سب داخل ہو جائینگے

(انشاء اللہ العزیز)

وی پی واپس کرنیوالے

جن اصحاب نے الفضل کے وی پی باوجود اپنا چندہ ختم ہوجانے کے واپس کردئے ہیں۔ ان کے نام الفضل اس وقت تک بند رہیگا۔ جب تک کہ وہ چندہ بذریعہ منی آرڈر نہ بھجوادیں یا کوئی خاص تاریخ ادا کی مقرر نہ فرمادیں۔ (مینیجر)

جناب مولوی محمد علی صاحب کا فتویٰ التکفیر

حضرت میرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح اور جماعت احمدیہ

جناب مولوی صاحب سے استدعا ہے کہ وہ صدق دل سے خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر فرمادیں کہ (۱) آپ حضرت محمود احمد اور ان کی ساتھ والی جماعت احمدیہ کو احمدی علی الیقین کرتے ہیں۔ یا (۲) کافر اور مرتد۔ دائرہ اسلام سے خارج جماعت ضالین۔ مشرک جانتے ہیں۔

کیونکہ آپکے اور آپکے رفقاء کی تقریرات اور تحریرات سے خطب و نوشتے جو رسائل اور اخبار پیغام صلح لاہور کے ذریعہ سے چاروں طرف اشاعت پاتے ہیں۔ ان میں آپ کی طرف سے آپ کی تحقیقات کی بنا پر حضرت محمود احمد اور ان کی ساتھ والی جماعت احمدیہ پر دو فرد جرم تجویز کرتے ہیں۔

(۱) ایک یہ کہ وہ حضرت غلام احمد علیہ السلام کو نبوت و رسالت تامہ و کاملہ و مستقلہ و حقیقی کا پانیوالا مستقل نبی اور حقیقی رسول جانتے ہیں۔

(۲) دوم یہ کہ وہ تمام فرق اسلام کے غیر کلمہ گو مسلمانوں کو حضرت اقدس علیہ السلام سے الگ رہنے کے باعث کافر اور دائرہ اسلام سے خارج یقین کرتے ہیں۔

پس اس امر کے بعد آپ فرماتے ہیں کہ جمیع اہل اسلام کے نزدیک بالعموم اور حضرت مسیح موعود کے نزدیک بالخصوص جو شخص یہ اعتقاد رکھے یا بیان کرے۔

(۱) کوئی شخص بعد از حضرت خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مذکورۃ الصدر قسم کا نبوت پانیوالا نبی یا رسول ہے۔

یا (۲) کسی کلمہ گو مسلمان کو خارج از اسلام اور کافر کہے وہ کافر ہے۔ مرتد ہے اور خارج از دائرہ اسلام ہے۔

پس اب آپ صدق دل سے بغیر کسی تاویل اور گریز کے صاف الفاظ میں فرمادیں یہ آپ کی طرف سے کھلے اور صریح الفاظ میں حضرت محمود احمد اور ان کی ساتھ والی جماعت احمدیہ پر فتویٰ کفر ہے یا نہ۔ (۱) اگر آپ لوگ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج جانتے ہیں ان معتقدات کے بنا پر جو آپ انکو منسوب کرتے ہیں اور بڑی تعدی سے پیش کرتے ہیں۔ تو بھی صاف اعلان کردیں۔

(۲) اور اگر باوجود ایسے اعتقاد کے جنکو آپ عقائد باطلہ اور کفریہ یقین کرتے ہیں۔ انکو مسلمان اور احمدی کہتے ہیں۔ تو یہ اجتماع بین الاضداد کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔

میں خود تو اس نتیجہ تک پہنچا ہوں کہ آپ ہمکو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ان عقائد کے بنا پر جانتے ہیں۔ جو آپ ہماری طرف منسوب کرتے ہیں آپکے اور خواجہ صاحب کے اور آپکے باقی بعض رفقاء کی تحریرات میں ہمارے عقائد کو عقائد باطلہ اور کفریہ کہا جاتا ہے۔ اور ہمکو ضالین مشرک اور پیر پرست وغیرہ خطابات سے یاد کیا جاتا ہے۔ اخبار پیغام صلح لاہور اور آپکے انجمن کے رسائل اس پر شاہد ناطق ہیں۔ پس آپ باصاف اقرار کریں کہ آپ ہمکو کافر جانتے ہیں یا غلط عقائد کا منسوب کرنا چھوڑ دیں۔ یا اگر خاموشی اختیار کریں اور ہم آپ کی طرف سے اپنے اوپر فتویٰ تکفیر بہ سبب آپ کی خاموشی جان کر یقین کرلیں اور پھر اسی فتویٰ کا آپ کو اور آپکے رفقاء کو مستحق جانیں۔ تو جو اس کا وبال ہوگا وہ آپکے سر پر ہوگا۔ ہم خدا تعالیٰ کے نزدیک اور اس کی مخلوق کے نزدیک بری الذمہ ہیں۔

کیونکہ ہم اپنے آپ کو اپنے خلیفۃ المسیح ثانی کو مسلمان یقین کرتے ہیں۔ لا الہ الا اللہ کے قائل ہیں (۲) اور حضرت محمد رسول اللہ کو افضل الرسل اور خاتم النبیین جانتے ہیں (۳) قرآن کریم کو خاتم الشریعۃ اور اسلام کو اپنا دین یقین کرتے ہیں (۴) اور حضرت مسیح موعود کو نبی اور رسول ظلی امتی اور بروزی جانتے ہیں۔ ہرگز ہرگز حقیقی اور مستقل رسول نہیں جانتے۔ نہ وہ صاحب شریعت رسول تھے اور نہ براہ راست نبی تھے بلکہ جو ملا اتباع سیدنا محمدؐ اور قرآن کریم سے ملا۔ امور شریعت میں جو قرآن کریم نے بتایا اور سیدنا حضرت محمد رسول اللہ نے دیا سب بلا کم و کاست مومن یہ چلتے ہیں۔ کعبہ ہمارا قبلہ ہے۔ یوم البعث اور سزا جزا پر ایمان ہے۔

مگر آپ ہمکو اور ہمارے مقتدا حضرت محمود احمد کو مذکورۃ الصدر دو امور کے باعث صاف کافر قرار دیتے ہیں۔ اور جب آپ کی شکایت ہو تو آپ اس امر کی تردید ہرگز نہیں کرتے۔ پس صاف واضح ہے۔ کہ آپنے فتویٰ تکفیر دیدیا ہے۔

مولوی جن کلمہ گو فرق اسلام کے پیروؤں نے ملکر حضرت مسیح موعود پر فتویٰ کفر دیا انکو تو آپ مسلمان جانکر ان کے جنازے اور حلال کی طرح کہا جاتے ہیں۔ اور جن لوگوں نے ان مکفرین کو آج تک مسلمان یقین کیا ہوا ہے۔ انکو تمام معاملات دین میں اپنا مقتدا اور پیشوا جانتے ہیں۔ ان مسلمانوں کو تو آپ باوجود مکفرین مسیح موعود کے مطیع و مقتدی ہونے کے مسلمان کہتے ہیں۔ مگر اگر فتویٰ کفر دیا تو کن پر حضرت محمود احمد خلیفۃ المسیح موعود اور جماعت احمدیہ خدام مسیح موعود پر ہے

مولوی صاحب یہی توحید ہے
سچ کہو کس دیو کی تقلید ہے

غیر احمدی مکفرین مکذبین و مرتدین کے مقابل میں وہ بزدلی اور نفاق اور جماعت مسیح موعود پر یہ دیدہ دلیری اور جرأت۔ عنقریب اللہ تعالیٰ سے اس ناپاک فعل کا اجر پالیوینگے۔

جماعت احمدیہ کے خدام سے التماس

سب احمدی احباب جو حضرت خلیفۃ المسیح الموعودؑ کے مبائعین میں داخل ہوں یا نہوں۔ ان سے التماس ہے کہ مولوی صاحب اور ان کے ہم خیالوں سے صاف الفاظ میں یہ دو امور پیش کر کے فتویٰ طلب کریں۔ اگر درحقیقت وہ دل سے ہمکو کافر اور ضالین جانتے ہیں۔ تو ان سے تمام علائق قطع کردیں اور انکو غیر احمدی جانکر تمام حقوق احمدیت سے انکو زائل یقین کریں۔ اور اگر یہ ہمیں مسلمان اور احمدی خدام مسیح موعود جانتے ہیں۔ اور مولوی صاحب کا الزام غلط قرار دیتے ہیں۔ تو ہمارا عقیدہ سن لیں اور آئندہ اس قسم کے بیہودہ اعتراض نہ خود کریں اور نہ ہماری طرف منسوب ہونا پسند کریں۔ جب تک مولوی صاحب حلفاً برأت نہ شائع کریں۔ جو مولوی صاحب خدا تعالیٰ اور مخلوق خدا کے سامنے فتویٰ تکفیر کا اعلان کرنیوالے ٹھہر چکے ہیں۔ یہی مضمون جناب خواجہ صاحب کے حق میں

بھی جان لیں وہ بھی ہمکو فتویٰ کفر دے چکا ہے۔ انہی دو امور کے بنا پر جن کو مولوی صاحب نے کافر ہونے کا باعث قرار دیا ہے۔ ان کی تحریرات صاف ہیں ضرورت پڑے تو ہم مع حوالے شائع کر دیں گے۔ مولوی صاحب خود جواب دیں۔

خاکسار
قاضی محمد یوسف احمدی پشاور

ٹیبل ٹاک

مایلفظ قول الا لدیہ رقیب عتید

گذشتہ جمعہ شام کیوقت ایک دعوت میں کچھ کھانا ٹیبل پر چنا گیا۔ جس کے گرد کھانے والے ڈاکٹر محمد اقبال۔ امیر قوم مولوی محمد علی۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ۔ ڈاکٹر سید محمد حسین۔ شیخ رحمت اللہ صاحبان اور ایک معزز صاحب تھے۔ اور اسی میز کے گرد ایک صاحب شاید میاں مولا بخش بوٹ فروش سیالکوٹ اور ایک اور جن کو میں نہیں جانتا تشریف فرما تھے جو کھانے سے فارغ ہو چکے تھے سلسلہ گفتگو ٹیبل پر اس طرح شروع ہوا۔

معزز شخص۔ مولوی صاحب (محمد علی) میں آپکے سلسلہ اشاعت اسلام سے پوری ہمدردی رکھتا ہوں۔ اور مجھے آپکے خیالات سے اتفاق ہے۔

ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب: ابھی آپ تو خدا کے فضل سے احمدی ہی ہیں۔

مولوی محمد علی: بیشک۔

معزز شخص: افسوس ہے۔ کہ میں آپکے درس میں آجتک حاضر نہیں ہو سکا۔ انشاء اللہ کبھی حاضر ہو کر فائدہ اٹھاؤنگا

ڈاکٹر ان: ہاں۔ آپ کبھی آئیں۔ اور دیکھیں کہ کیا دریا بہتے ہیں۔ (جو ایمان و اسلام بھی ساتھ ہی بہا لیجاتے ہیں۔ ناقل)

معزز شخص: آج کل ایک ترجمہ قرآن کریم انگریزی میں کہیں شاید مدراس میں چھپ رہا ہے وہ بہت عمدہ ہے وہ شاید آپ کا ہی ہے۔

امیر قوم: نہیں وہ قادیان سے نکل رہا ہے۔ (خواجہ صاحب نوٹ کر لیں ناقل)۔

ڈاکٹر یعقوب بیگ: ان کا ترجمہ ولایت میں چھپ رہا ہے اور تھوڑے عرصہ میں تیار ہو جائیگا۔

سیالکوٹی صاحب: ڈاکٹر محمد اقبال کی طرف مخاطب ہو کر۔ آپنے الفضل کا وہ مضمون دیکھا ہے۔ جو آپکے بارہ میں ہے (شاید خواجہ کے لیکچر پر اعتراض کرنے کے متعلق)

ڈاکٹر اقبال: دیکھا ہے۔ اس میں بہت کچھ غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے۔ (اس میں تو صرف فتویٰ کفر کی تشریح ہے غلط بیانی کیسی ؟)۔ میں اس کے جواب میں ایک مضمون لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ فرصت کے وقت مفصل لکھونگا۔

سیالکوٹی صاحب: ہاں ہاں ضرور لکھیں۔ مگر کسی ایسے اخبار میں بھیجیں کہ ہم بھی پڑھیں۔ الفضل وغیرہ میں نہ بھیجدینا کیونکہ وہ قادیان سے شائع ہوتا ہے اور قادیان کے نام سے ہمیں غیر احمدیوں کی طرح نفرت اور انہی کی طرح اسے کفر گڑھ سمجھتے ہیں۔ ناقل)۔

ڈاکٹر اقبال: ایسا ہی کرونگا۔

سیالکوٹی صاحب: دیکھو نہ کہیں تو لکھا ہے کہ آپ کا لڑکا امتحان میں پاس ہو جائیگا کہاں لکھا ہے اگر سچے ہو تو دکھاؤ ورنہ شرماؤ) آپ کو عقلمند اور دانا کہا ہے تاکہ آپ کو دام میں لایا جائے۔

معزز شخص۔ ڈاکٹر اقبال سے: آپ میرے ساتھ ملکر کھائیں۔

ڈاکٹر اقبال: ملکر تو تب ہی کھائیں گے جب کوئی اشاعت اسلام انجمن کی آمدنی ہوگی۔ (مذاقاً)

ڈاکٹر محمد حسین صاحب: آج تو آپ الفضل کے خلاف مضمون لکھنا چاہتے ہیں۔ مگر اس دن تو خواجہ صاحب کے لیکچر میں بڑے جوش سے اعتراض شروع کر دیئے تھے اور **حقیقت النبوۃ کی نسبت تو بڑی عمدہ رائے قائم کر چھوڑی ہے۔**

ڈاکٹر اقبال: ہاں نصف کے قریب جہاں تک پڑھی ہے معقول ہی پایا ہے۔

ڈاکٹر محمد حسین: تو پھر مولوی صاحب کا جواب النبوت فی الاسلام بھی پڑھیں۔

ڈاکٹر اقبال: ہاں فرصت ہوئی تو وہ بھی دیکھونگا۔

معزز شخص: مولوی صاحب میں نے سنا ہے کہ جو روپیہ خواجہ صاحب کے اثر سے اشاعت اسلام انجمن کو دیا جاتا ہے اس کو خواجہ صاحب نے اپنی ذاتی ملکیت قرار دینے کا کہیں کہیں اشارۃً ذکر کیا ہے۔ (بلکہ صراحتاً بھی کیا ہے) کیا یہ ٹھیک ہے۔

امیر قوم معہ ساف (چند سیکنڈ خاموشی کے بعد) نہیں۔ جی یہ یونہی غلط افواہ ہے۔ (جو شاید خواجہ صاحب کی زبان سے بھی نکل گئی) مگر یہ فقرہ اس کے دل کی شکستہ حالت کا فوٹو تھا۔ (رپورٹر)

ڈاکٹر صاحب کے خیالات اس بارے میں پہلے سید انعام اللہ شاہ صاحب سیالکوٹی نے ان الفاظ میں چھپوائے تھے۔

جماعت کے اختلاف کا ذکر آیا۔ اس پر برادرم سید بشیر حیدر صاحب نے پوچھا کہ آپ کا اس اختلاف کے متعلق کیا خیال ہے؟ فرمایا کہ مرزا صاحب (علیہ السلام) کے خیالات کے مطابق سچے تو قادیان والے ہیں۔ لیکن میری ہمدردی لاہور والوں کے ساتھ ہے۔ میاں صاحب (یعنی حضور) نے ایک کتاب حقیقۃ النبوت ترتیب دی ہے۔ وہ میرے پاس بھی آئی ہے میں نے معمولی نظر سے نہیں بلکہ نہایت غور سے پڑھا ہے۔ میرا خیال ہے کہ تمام لاہور والوں میں سے اس کا کوئی جواب نہیں دے سکتا۔ چنانچہ میں نے خواجہ کمال الدین وغیرہ سے کہا تھا کہ تم سے کوئی اس کا جواب دینے کی ہرگز ہرگز کوشش نہ کرے کیونکہ اس کا جواب ہو ہی نہیں سکتا۔ اسی لئے میں کہتا ہوں کہ عقائد کے لحاظ سے قادیان والے سچے ہیں۔

اس پر پیغام میں بقلم ڈاکٹر صاحب موصوف کسی قدر انکار کیا گیا تھا جس کے جواب میں سید انعام اللہ شاہ صاحب نے اپنی وہ چٹھی میرے پاس بھجوائی ہے جو انہوں نے مسٹر عبد السلام کے نام لکھی تھی اور جس کے یہ الفاظ قابل غور ہیں۔

آپکو یاد ہوگا برادرم بشیر حیدر صاحب جب آپکو ملنے کیلئے گئے تھے۔ آپ اسوقت شفاخانہ میں تھے۔ اور بھی چند ایک احباب تھے اس وقت سلسلہ احمدیہ کے اختلاف کا ذکر آیا تھا۔ تو برادرم بشیر حیدر نے ڈاکٹر اقبال صاحب کا جو خیال ظاہر کیا تھا وہ آپکو یاد ہوگا۔ کیونکہ اس کے بعد بھی میں نے آپ سے دہرایا تھا۔ اس کٹنگ میں وہ الفاظ درج ہیں۔ اگر مفہوم میں تغیر یا کمی بیشی ہو تو

اصحاب الرسول کی فضیلت

شیعہ رسالہ اصلاح نے ایک مضمون اس موضوع پر لکھا ہے، کہ اصحاب امام حسین - اصحاب رسول الثقلین سے افضل و اعلیٰ تھے - اسکی تردید میں یہ مضمون منشی خادم حسین صاحب خادم بھیروی کا نہایت دلچسپی سے پڑھا جائیگا -

(ایڈیٹر)

اصلاح :- اگرچہ جو لوگ واقعات کربلا سنتے رہتے ہیں - ان کو جناب امام حسین علیہ السلام کے اہلبیت اور اصحاب کی وفاداری بخوبی معلوم ہے کہ ان باوفا اصحاب نے کیا کام کیا - جن کی نظیر تواریخ عالم میں نہیں ملتی - مگر جب ان باوفا اصحاب کی وفاداری کا مقابلہ صحابہ رسول سے کیا جائے تو اور بھی حقیقت کھلتی ہے - کیونکہ بمقابلہ دیگر انبیاء کرام ان لوگوں کے کارنامے بڑی شان اور عزت سے دکھائے جاتے ہیں

مصلح :- ایڈیٹر صاحب نے اپنے دعوے کے اثبات میں شاہد عادل تو ماشاء اللہ خوب تلاش کئے ہیں جہاں تک میرا ذاتی تجربہ ہے - واقعات کربلا جن کو روایات کربلا کہیں تو مناسب ہے - ان کے سننے اور سنانے والوں کو تحقیق و تنقید واقعات کا خیال ہی نہیں ہوتا - پس ایسے لوگوں کو بخوبی معلوم ہوا تو کیا اور نہ ہوا تو کیا - جاننے والے جانتے ہیں کہ واقعات کربلا کا کوئی صحیح ماخذ موجود نہیں جو روایات سالہا سال اور نسلاً بعد نسلاً سرمایۂ مرثیہ خوانی چلی آتی ہیں آج ان کو محققین نے موضوع اور جعلی اور غیر معتبر ثابت کر دیا ہے - تحقیق روایات کا جسکو شوق ہو - کم از کم وہ خاکسار کا رسالہ اسرار روایات کربلا ہی مطالعہ کر کے دیکھ لے -

امام حسین علیہ السلام کے ساتھ جو جان نثار کام آئے - وہ آپکے فرزند اور بھتیجے وغیرہ عزیزان دل بند ہی تھے - اگر انہوں نے وفاداری کی تو چشم ما روشن دل ما شاد - لیکن تعجب ہے کہ شیعوں کو اس سے کیا خوشی ہے ؛

شیعوں کو تو جب خوشی لازم تھی کہ امام کے شیعوں نے ان سے وفاداری کی ہوتی - امام حسین علیہ السلام کی اس عالم بیکسی میں اگر اپنے اقرباء جان نثاری نہ دکھاتے تو اور کون دکھاتا - شیعوں کی بے وفائی ثابت کرنے کے لئے قطع نظر دیگر واقعات کے خود امام علیہ السلام کی زبان صداقت ترجمان کا ایک فقرہ ہی کافی ہے کہ مکہ سے کوفہ کو جاتے ہوئے جب آپ منزل زبالہ پر پہونچے - اور مسلم بن عقیل کی شہادت کی خبر سننے کے بعد آپنے عبداللہ بن یقطر کی شہادت سُنی تو آپنے رو کر فرمایا - وقد خذلنا شیعتنا - ناسخ التواریخ جلد ششم کتاب دوم صفحہ ۱۶۳ - مقتل ابو مخنف صفحہ ۲۳ خلاصۃ المصائب روایت ہفتم صفحہ ۵۶ - ہمارے شیعوں نے ہماری نصرت سے ہاتھ اٹھا لیا - جلاء العیون اردو صفحہ ۴۵۲

غرض امام حسین علیہ السلام کے شیعوں نے اپنے امام سے جو بیوفائی کی ہے بے شک اسکی نظیر تواریخ عالم میں نہیں ملتی - یعنی خود ہی انہوں نے امام علیہ السلام کو ہزاروں خطوط لکھ کر کوفے منگایا - پھر خود ہی مسلم نائب امام کے ہاتھ پر ہزاروں نے بیعت کر کے انکو شہید کرایا - پھر اسپر بھی بس نہ کر کے خود ہی امام حسین کو بھی جام شہادت پلایا پھر خود ہی توبہ تائب ہو کر امام کی خاطر ابن زیاد سے جنگ کی ایسے لوگوں کا سردار سلیمان بن صرد الخزاعی ہے جو بقول قاضی نور اللہ شوستری "از معارف اصحاب امیر المومنین بود" جناب علی علیہ السلام کے نامی گرامی اصحاب میں سے تھا - ابن زیاد کے خلاف جب بعد واقعہ شہادت امام انس نے خروج کیا تو اس کے منشا کو قاضی نور اللہ صاحب شوستری یوں بیان فرماتے ہیں :-

منشاء خروج بر بنی الیہ آں بود کہ طائفہ کہ از کوفیاں با مسلم بن عقیل عہد و بیعت کردہ بودند و نقض عہد کردہ امام حسین علیہ السلام را نصرت نہ نمودند تا با اہلبیت و اصحاب خود بدرجہ شہادت رسید - بعد از چند گاہ متنبہ شدہ انگشت حیرت بدندان گرفتہ بر خود نفریں کردند کہ خسران دنیا و آخرت نصیب باشد - کہ بعد از انکہ امیر المومنین حسین را طلب داشتیم تیغ در روئے او کشیدیم تا از بے وفائی ما رسید باو آنچہ رسید و رؤسائے ایں جماعت پنج نفر بودند - سلیمان بن صرد الخزاعی و مسیب بن نجبۃ الفرازی و عبداللہ بن سعد الازدی و عبداللہ بن وال التیمی و رفاعہ بن شداد و ایں پنج کس از معارف اصحاب امیر المومنین بودند الخ مجالس المومنین ترجمہ سلیمان بن صرد الخزاعی صفحہ ۳۵۴ مطبوعہ ایران -

واستیعاب میں لکھا ہے - وکان فیمن کتب الی الحسین بن علی رضی اللہ عنہما یسئلہ القدوم الی الکوفۃ فلما قدمہا ترک القتال معہ فلما قتل الحسین رضی اللہ عنہ ندم هو والمسیب بن نجبۃ الفزاری وجمیع من خذلہ اذ لم یقاتل معہ ثم قالوا مالنا من توبۃ مما فعلنا الا ان نقتل انفسنا فی الطلب بدمہ الخ جلد ۲ صفحہ ۵۷۰ ترجمہ سلیمان بن صرد

اب تعجب ہے کہ ایڈیٹر صاحب ان واقعات سے اغماض کر کے کسطرح یہ گول مول فقرہ تحریر فرماتے ہیں - مگر جب ان باوفا اصحاب کی وفاداری کا مقابلہ اصحاب رسول سے کیا جائے تو اور بھی حقیقت کھلتی ہے - کیونکہ بمقابلہ صحابہ دیگر انبیاء کرام ان لوگوں کے کارنامے بڑی شان اور عزت سے دکھائے جاتے ہیں ؎

گر ہمیں شرط وفا بود کہ ایں ہا کردند
حیف گر در پس امروز بود فردائے

اصلاح :- سب سے پہلا موقعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو وہ پیش آیا ہے کہ پچاس آدمی سے کچھ زیادہ مسلمان ہوئے ہیں - تب حضرت ابوبکر مشرف باسلام ہوئے - اور انہوں نے اس تعداد کو اسقدر کافی سمجھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دباؤ ڈالنے لگے - کہ اب ظاہر ہونا چاہیئے - ہرچند حضرت سمجھاتے ہیں کہ ابھی موقعہ نہیں آیا ہے - ہم بہت قلیل ہیں - مگر نہ مانا اور آخری نتیجہ وہی ہوا جو ہونا چاہیئے - کہ عتبہ بن ربیعہ نے اتنی بے ادبی کی کہ ناک اور چہرہ میں فرق نہ رہا - اسی کی طرف خداوند عالم اشارہ فرماتا ہے :- فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان یصیبہم فتنۃ او عذاب الیم - سورۂ نور ؛

مصلح :- شیعہ متکلمین کے کئی ایک جھوٹوں کا مجھ کو پہلے سے بھی علم ہے - مثلاً یہ کہ حضرت رقیہؓ و ام کلثومؓ جو یکے بعد دیگرے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں نہ تھیں اور ام کلثوم بنت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئی - جناب علی علیہ السلام کی حقیقی بیٹی نہ تھی - اسی طرح آپ بھی اپنے علمائے سلف کی تقلید میں مانتے ہیں کہ سیفورہ زوجہ موسیٰ علیہ السلام نے یوشع بن نون علیہ السلام پر خروج کیا تھا - اور جب

ثبوت مانگا جاتا ہے تو جواب ہی ندارد۔ لیکن ان سب خلاف واقعہ اُمور پر آپنے ایک اور قابل ذکر اضافہ فرمایا ہے یہ لکھ کر کہ پچاس آدمی سے کچھ زیادہ مسلمان ہوئے ہیں۔ تب حضرت ابوبکر مشرف باسلام ہوئے ہیں اور پھر عجیب وغریب روایت کے لئے حوالہ کسی کتاب کا دیا ہی نہیں۔ حالانکہ محققین کا اسپر اتفاق ہے کہ مردوں میں سے سب سے پہلے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہیں۔ مثلاً

حضرت ابوبکر سب سے پہلے ایمان لائے

(۱) ابن عبدالبر کی لکھتے ہیں :۔ وھو اول من اسلم من الرجال فی قول طائفة من اھل العلم بالسیر والخبر واول من صلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ استیعاب جلد ۱ صفحہ ۳۴۱

(۲) اول من صلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر۔ اول من اسلم ابوبکر الصدیق۔ تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۲۔

(۳) ولما دعا صلی اللہ علیہ وسلم الی اللہ عزوجل استجاب لہٗ عباد اللہ من کل قبیلة فکان حائز قصب سبقھم صدیق الامة واسبقھا الی الاسلام ابوبکر رضی اللہ عنہ فآزرہٗ فی دین اللہ الخ زاد المعاد جلد اول ص۲۹۵

(۴) از رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بروایت ثقات عدول ثابت شدہ کہ از حسان بن ثابت پرسید۔ ہیچ شعرے در شان ابوبکر گفتہ۔ حسان بعرض رسانید کہ آرے۔ وایں ابیات را بحضرت خواند :۔ شعر

اذا تذکرت شجوا من اخی ثقتہ
فاذکر اخاک ابابکر بما فعلا
خیر البریة اتقاھا واعدلھا
بعد النبیؐ واوفاھا بما حملا
والثانی والتالی المحمود مشھدہٗ
واول الناس منھم صدق الرسلا

(روضة الاحباب مقصد دوم ص۵)

(۵) اول زنیکہ بدولت تصدیق خبر یافتہ خدیجہ بود رضی اللہ عنہا۔ واول صبیان علی بود واول رجال ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ واول بندگان بلال رضی اللہ عنہ واول آزاد شدگان زید بن حارثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ معارج النبوة رکن سوم ص۲۰

(۶) حضرت خدیجہ اور جناب علی اور زید بن حارثہ کے بعد لکھا ہے کہ قال ابن اسحٰق ثم اسلم ابوبکر بن ابی قحافہ × × × × فلما اسلم ابوبکر اظھر اسلامہ ودعا الی اللہ عزوجل والی رسولہ۔ سیرة ابن ہشام ص۱۶۱

(۷) اسی طرح زید بن حارثہ کے بعد خواجہ غلام حسین صاحب پانی پتی نے سیرة النبی میں جسکے اکثر مطالب کتاب اعجاز التنزیل خلیفہ سید محمد حسن صاحب مرحوم وزیر اعظم پٹیالہ سے لئے گئے ہیں۔ لکھا ہے کہ (بعد جناب علی علیہ السلام) بعد ازاں زید بن حارث عبداللہ بن ابوقحافہ (حضرت ابوبکر) عثمان بن عفان عبدالرحمان بن عوف سعد بن وقاص زبیر بن عوام جیسے مشہور شخصوں نے اسلام قبول کیا۔ سیرة النبی ص۱۹

(۸) مولوی سید اقبال علیخان صاحب بہادر شیعی رئیس بریلی لکھتے ہیں :۔ اس کے بعد زید بن حارث ایمان لائے پھر خاندان قریش کے ایک مشہور شخص جن کا نام عبداللہ بن قحافہ ہے۔ ایمان لائے۔ آگے چلکر انہیں کا نام حضرت ابوبکر صدیق مشہور ہوا۔ خمسہ اقبالیہ ص۱۱

(۹) عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ کفار مکہ میں سے سب سے پہلے ابوبکر ایمان لائے۔ فاسلم اول الناس من الکفار فسماہ النبی من ابی فضیل ابابکر ومن عبدالعزی عبداللہ۔

کشکول حیدر علی الاکلی نسخہ قلمی ورق ۲۷ موجودہ شاہی کتب خانہ۔ کلکتہ

(۱۰) اس روایت کو قاضی نوراللہ صاحب شوستری نے اپنی کتاب مجالس المومنین میں عربی سے فارسی ترجمہ کرکے انکی تصدیق کی ہے۔ دیکھو مجالس المومنین ترجمہ سلمان الفارسی ولکس عشرہ کاملہ۔

غرض روایات کتب معتبرہ فریقین سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ سب سے پہلے ابوبکر صدیق ایمان لائے تھے یا کم از کم یہ کہ بعد خدیجہ الکبریٰ وجناب علی علیہ السلام و زید بن حارثہ کے چوتھے مسلمان وہ تھے۔ اور اس میں شائد ہی کسی کو اختلاف ہووے۔ پھر باوجود اس کے ایڈیٹر صاحب کا یہ کہنا کس قدر بے انصافی پر مبنی ہے کہ ابوبکر جب مشرف اسلام ہوئے۔ کہ پچاس سے کچھ زیادہ مسلمان ہو چکے تھے۔ کیا تحقیق حق اسی کو کہتے ہیں۔ کہ واقعات سے انکار کیا جاوے۔

حضرت ابوبکر نے افتشاء اسلام کے لئے کوئی دباؤ نہیں ڈالا

پھر آپنے اعتراض کیا ہے کہ آنحضرت پر ایمان لاتے ہی ابوبکر صدیق نے افشائے اسلام کے لئے دباؤ ڈالنا شروع کر دیا۔ یہ دباؤ ڈالنا تو آپ کو نظر آیا مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی یہ اعلیٰ خدمت اسلام کہ انکی دعوت سے چند رؤسائے قریش مشرف باسلام ہو گئے۔ آپکی نظر میں نہ جچی۔

پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو عتبہ بن ربیعہ کے ہاتھوں سے جو تکلیف پہنچی اسپر آپ استہزاء کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی ایک آیت سورہ نور کی جسکو اس واقعہ سے کوئی تعلق نہیں ایسے پیرایہ میں لکھ دی ہے۔ جس سے ناظرین کو دھوکا لگے۔ کہ اس کا شان نزول بھی یہی واقعہ مذکورہ ہے۔ لیکن یہ خیال نہ آیا۔ کہ راہ خدا میں جو کم وبیش تکلیف بھی سر پر آئے۔ خدائے تعالیٰ اسکو اعمال صالحہ میں درج کرتا ہے۔ ذٰلک بانھم لا یصیبھم ظمأ ولا نصب ولا مخمصة فی سبیل اللہ ولا یطئون موطئا یغیظ الکفار ولا ینالون من عدو نیلا الا کتب لھم بہ عمل صالح ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔ پ ۱۱۔ اسی طرح راہ خدا میں جن مردان خدا کو ایذائیں دیجاتی ہیں۔ انکی شان میں خداوند کریم فرماتے ہیں :۔

فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم واوذوا فی سبیلی وقاتلوا وقتلوا لاکفرن عنھم سیأتھم ولادخلنھم جنت تجری من تحتھا الانھٰر ثوابا من عند اللہ واللہ عندہٗ حسن الثواب۔ پ ۴

ایڈیٹر صاحب کے اس اعتراض کے بیجا ہونے پر دلائل مزید۔

(۱) واضح ہو کہ ایڈیٹر صاحب نے اس روایت کو معارج النبوة سے لیا ہے۔ جس موقعہ پر یہ روایت ہے۔ اس سے پہلے ہی جلد میں لکھا ہے کہ حضرت حمزہ کے ایمان لانے کے وقت صحابہ کی تعداد ۳۹ نفر تھی۔ معارج رکن سوم ص۵۲۔ اور حضرت حمزہ کے بعد جلدی ہی حضرت عمر ایمان لائے۔

حضرت عمرؓ چالیسویں مسلمان تھے۔ چنانچہ آنحضرتؐ سے جب عمرؓ نے تعداد صحابہ مومنین کی دریافت کی۔ تو آپ نے فرمایا۔ اکنوں بوجود تو عدد اربعین تکمیل یافت - معارج رکن سوم صفحہ ۵۹ - روضۃ الاحباب مقصد دوم صفحہ ۹ اور ابوبکر صدیق کے متعلق اسی کتاب میں لکھا ہے۔ اول رجال (مومنین) ابوبکر صدیق رکن سوم صفحہ ۲۔ ایڈیٹر صاحب کی تحقیق دیکھئے۔ کہ وہ ابوبکر صدیق کا نمبر پچاس سے بھی اوپر فرماتے ہیں ٭

(۲) ایڈیٹر صاحب کے استدلال سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابوبکرؓ کے دباؤ ڈالنے سے پہلے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھی اسلام کو ظاہر نہیں فرمایا تھا۔ اور یہ کہ ابھی تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خفیہ ہی دعوت کرتے تھے۔ حالانکہ اسی معارج النبوۃ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ واقعہ حضرت حمزہؓ کے ایمان لانے سے تھوڑے ہی دن پہلے کا ہے۔ اور یہ عام طور پر مشہور ہے۔ کہ حضرت حمزہ اور عمر نبوت کے چھٹے سال ایمان لے آئے تھے۔ دیکھو صفحہ ۴۷ و صفحہ ۵۳۔ اور یہ بھی سب مورخین فریقین نے لکھا ہے کہ ابتدائی نبوت سے لے کر صرف تین سال تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دین کا اخفاء فرمایا کرتے تھے۔ اور بعد اس کے جب فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین پہلے نازل ہوئے۔ تو حسب الامر باری تعالیٰ آپ نے علانیہ دعوت فرمائی شروع کر دی۔ دیکھو معارج رکن سوم صفحہ ۲۳ روضۃ الاحباب جلد ۱ صفحہ ۸۴

گویا ابوبکر کے دباؤ ڈالنے سے تقریباً تین برس پیشتر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے علانیہ دعوت اسلام شروع کی ہوئی تھی

(۳) پھر اس دباؤ سے پہلے کئی ایک واقعات و مواقع ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑے زور و شور سے دین اسلام کی علانیہ دعوت فرمایا کرتے تھے۔ مثلاً موسم حج کے موقعہ پر۔ صاحب معارج لکھتے ہیں۔ از سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ روایت کنند کہ گفت در موسم حج کہ مردم از اطراف و جوانب بحج مے آمدند۔ وحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باستقبال طوائف بیروں مے رفت و اظہار دین اسلام مے نمود۔ و در نفس مکہ نیز بہر کس مے رسید۔ اعلائے کلمۃ اللہ مے فرمود الخ -

رکن سوم صفحہ ۲۹

(۴) پھر خدا کی راہ میں ابوبکر صدیق ہی کفار کے ہاتھوں مظلوم و ستم رسیدہ نہیں۔ بلکہ اس دباؤ ڈالنے کے موقعہ سے پہلے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے صحابہ کرام بھی اسی اظہار اسلام کے جرم میں بقول آپ کے قسم قسم کی سزا پا چکے ہیں۔ چنانچہ عبداللہ عاصی سے مروی ہے۔ کہ ایک دن اشراف قریش حجر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ذکر آیا۔ تو انہوں نے کہا کہ جیسی بردباری اور تحمل ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں کر رہے ہیں۔ ویسی ہم نے کبھی بھی نہیں کی۔ حالانکہ ان کے ہاتھوں ہمیں اسقدر تکلیف پہنچ رہی ہے۔ کہ ما را سفیہ مے شمرد۔ و پدراں ما را دشنام مے دہد و عیب دین ما مے کند و جماعت ما را متفرق مے سازد و سب الٰہہ ما مے کند × × × × اس اثنا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے۔ اور طواف خانہ کعبہ کا شروع کیا۔ قریش نے گستاخی سے کئی دفعہ خطاب ناصواب اور کلمات ناشائستہ کہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انکی یہ حرکت بہت ناگوار گذری۔ اور آثار کراہت چہرہ مبارک پر ظاہر ہوئے۔ تیسری دفعہ آپ طواف کرتے ہوئے کھڑے ہو گئے۔ اور ان بے ادب قریش کو فرمایا۔ بشنوید اے گروہ قریش بخدائے کہ جان محمد صلے اللہ علیہ وسلم در قبضۂ قدرت اوست۔ اگر قبول دین من نہ کنید۔ چوں گوسفند شمارا سر برم -

یہ پُرشوکت کلام سنکر قریش دم بخود اور مرعوب ہو گئے لیکن دوسرے دن پھر اتفاق کر کے اس موقعہ پر آئے۔ اور دوبارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ توئی کہ در حق بتان ما سخن میگوئی۔ فرمود کہ آرے منم کہ آنہا بگفتم و میگویم -

اسپر عقبہ بن ابی معیط لپکا۔ اور چادر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک میں ڈالکر پیچ دینا شروع کیا یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دم گھٹنے لگا۔ ابوبکر اس موقعہ پر حاضر تھے۔ آپ فریاد کرنے لگے۔ اور فرمایا :-

اتقتلون رجلاً ان یقول ربی اللّٰہ وقد جاءکم بالبینات من ربکم - اسپر وہ شقی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر ابوبکر پر لپکا۔ اور اسقدر مارا کہ ابوبکرؓ بے ہوش ہو گئے۔ اصل روایت دیکھو معارج رکن سوم صفحہ ۲۳ روضۃ الاحباب جلد اول صفحہ ۸۷ - بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۱۹۸ مدارج النبوۃ صفحہ ۵۴۔ اس سے ظاہر ہے کہ ایک عرصہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بخود اظہار اسلام کے عادی تھے اور ابوبکرؓ کے دباؤ سے ہی مجبور ہو کر اسکی ابتدا نہیں فرمائی تھی ٭

(۵) اس اظہار اسلام کی بدولت حضرت بلالؓ اور عمارؓ بن یاسر اور انکی والدہ ماجدہ سمیہ پر جو کچھ گذری ہے۔ ایک تو وہ اس روایت زیر بحث سے پہلے کے واقعات ہیں۔ دوسرے جو مار پیٹ اور ظلم و ستم کفار کے ہاتھوں ان بزرگوں پر گذرے ہیں وہ اسقدر مشہور ہیں کہ میرے خیال میں کسی کتاب کا حوالہ دینے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ابوبکرؓ کا عتبہ بن ربیعہ کے ہاتھوں مار کھانا موجب استہزائے ایڈیٹر صاحب ہے تو ان صحابہ کی مار کٹائی پر بھی تمسخر اُڑانا چاہیئے ٭

(۶) اسیطرح حضرت سلمانؓ کا یہودیوں کے ہاتھوں سے کئی بار تازیانے کھانا بھی کتب شیعہ میں مروی ہے۔ ایڈیٹر صاحب کے نزدیک بہتر ہوتا کہ وہ بھی تقیہ کر کے اظہار دین نہ فرماتے مگر وہ تو مار کھانے کے ایسے مشتاق ہیں کہ باوجود یہودیوں کی طرف سے تقیہ کی یاد دہانی کر لینے کے فرماتے تھے :-

صبر کنیم بر آزارہا و مکروہات شما دایں اہیتر گردانیدہ (خدائے تعالیٰ) از انکہ از روئے تقیہ آنچہ گوئید بگویم و من غیر ایں را اختیار نخواہم کرد۔ پس بار دیگر برخاستند و تازیانہ بسیار براو زدند - حیات القلوب صفحہ ۶۱۲

اصلاح :- امام حسین علیہ السلام کے اصحاب تو یہ سمجھتے تھے۔ بڑے لشکر سے سامنا ہونے والا ہے۔ مگر اسوقت کوئی دباؤ نہ ڈالا۔ جب کہ لشکر حرؓ ہزار سپاہ ان کا مقابل ہوا ہے کیونکہ امام علیہ السلام کی عصمت اور امامت پر انکو یقین تھا۔ اور جانتے تھے کہ امام ان مصالح کو ہم سے زیادہ جانتے ہیں ٭

مُصلح :- معزز ناظرین! ابوبکرؓ کے دباؤ والی روایت کا حال تو آپ کو معلوم ہو چکا۔ اب ایڈیٹر صاحب کے اس دعویٰ کی کیفیت بھی عرض کرتا ہوں :-

البتہ اصحاب امام حسینؓ نے دباؤ ڈالا -

ایڈیٹر صاحب نے صرف لشکر حرؓ مقابلہ کا وقت انتخاب کرنے میں کمال ہوشیاری سے کام

لیا ہے۔ شیعان کوفہ نے جو ہزارہا خطوط امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں روانہ کئے۔ اور کوفہ آنے کے لئے دباؤ ڈالتے رہے۔ انکو بھی نظر انداز کیا ہے۔ اور پھر اگر شیعیان اصحاب امام کہلانے کے مستحق نہیں تو اور سنئے۔ برادران مسلم و اولاد مسلم نے جو خاص الخاص اصحاب امام کہلا سکتے ہیں۔ خود امام علیہ السلام پر کوفہ جانے کے لئے دباؤ ڈالا۔ فوثب الیہ اولاد مسلم بن عقیل و قالوا واللہ ما نرجع حتی ناخذ بثارنا او نذوق الموت غصة بعد غصة فاستعبر الحسین وبکی وقال لاخیر فی الحیوٰۃ بعد ہولاء الفتیۃ۔ مقتل ابو مخنف صہ ۲۵ ۔

مقام ثعلبیہ میں آپ کو مسلم بن عقیل رض کے شہید ہونے کی خبر معلوم ہوئی۔ اسوقت آپکے بعض عزیز و اقارب نے کہا اے جناب برائے خدا اب تو پھر چلئے۔ مگر مسلم بن عقیل کے فرزندوں نے دباؤ ڈالا۔ اور اصرار کیا اور کہا ضرور چلنا چاہیئے۔ حسین رض نے بھی فرمایا۔ جب ایسے ایسے ہمارے عزیز و اقارب شہید ہو گئے۔ تو واقعی اب زندگی میں ذرا بھی لطف نہیں۔ خمر اقبالیہ صہ ۱۸۲

متامل رہنے کی وجہ کچھ اور تھی۔

پھر امام حسین علیہ السلام کی قلیل جماعت کا جسکی تعداد سولہ سترہ تک ثابت کیگئی ہے۔ یا بقول شخصے ۲۳ یا بقول شیعہ بہتر تن تھی۔ حر شہید کی ہزار سپاہ کے ساتھ مقابلہ میں متامل رہنے کی وجہ اغلباً یہی قلت و کثرت تعداد ہے نہ کہ وہ جو ایڈیٹر صاحب نے خیال فرمائی ہے۔ اگر امام علیہ السلام کی مصلحت اندیشی ہی مقدم ہوتی تو حضرت مسلم کے حق میں کیا فتویٰ دیجیئگا جنھوں نے قبل شہادت خود امام علیہ السلام کو تاکیداً عرض کیا تھا کہ مدینہ کو واپس ہو جائیے۔ اور کوفہ آنے کا خیال فوراً ترک فرما دیجئے۔ ولا یغرونک اہل الکوفۃ فانہم اصحاب ابیک الذی کان یتمنی فراقہم بالموت۔ ناسخ التواریخ جلد ششم کتاب دوم صہ ۱۲۹

ظاہر ہے کہ مسلم بن عقیل ان اصحاب امام علیہ السلام میں سب سے زیادہ ممتاز اور محترم راز اور قائم مقام امام تھے ۔

شیعہ اُولیٰ عصمت امام کے قائل نہ تھے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ان کو امام کی عصمت اور امامت پر یقین نہ تھا۔ اور کیا وہ ان مصالح پر امام سے زیادہ واقف تھے۔ پس ثابت ہوا کہ ایڈیٹر صاحب نے جو وجہ صحابہ امام کے توقف کی تحریر فرمائی ہے۔ وہ انکی اپنی اختراع ہی ہے۔ اور بس۔ پھر معلوم ہوتا ہے کہ ائمہ اہلبیت کرام علیہم السلام کے حق میں عصمت اور مصالح کے عقائد مابعد کے لوگوں کے تجویز کردہ ہیں۔ اور یہ کہ شیعہ اولین میں وہ ہرگز نہ تھے۔ اگر ہوتے تو اصحاب امام حسن علیہ السلام بھی ان کو ملحوظ رکھتے۔ اور معاویہ کے ساتھ صلح کر لینے پر آپکے ساتھ متعرض نہ ہوتے۔ جیسے کہ روایت ذیل سے ثابت ہوتا ہے۔

باقر مجلسی نے بروایت سید مرتضیٰ لکھا ہے۔ کہ سلمان بن صرد امام حسن کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کی ہمارا تعجب معاویہ سے صلح کرنے میں برطرف نہیں ہوتا۔ حالانکہ چالیس ہزار مردان کارزار آپکے ہمراہ تھے۔ بغیر ان لشکروں کے جو بصرہ اور حجاز میں تھے۔ ملخصاً بقدر الحاجۃ جلاء العیون اردو صہ ۳۲۵ ۔ و مقتل ابو مخنف صہ ۱

(باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

اس نو مبائع کے لئے سب احباب دعا کریں

الفضل مہ میں ایک صاحب کے نام حضرت خلیفۃ ثانی کا مکتوب چھپا تھا۔ جس نے باوجود بعض باتوں میں اختلاف رکھنے کے بیعت کی درخواست دی تھی۔ اس خط کے پہنچنے پر یہ جواب آیا ہے۔

میری بیعت بغرض قیام اتحاد جماعت منظور فرما دیں بموجب ارشاد آنحضرت میں کسی ایسی بحث میں پڑنے سے جسکو وہ جماعت کے اختلاف کا باعث قرار دیں مجتنب ہوں گا۔ بغرض تسلی دل بوایسی منظوری بیعت سے پھر بھی مطلع فرما دیں مشکور ہونگا عقائد کے متعلق ابھی میں غور و تحقیق کر رہا ہوں۔ بنوں تابعدار بندہ اللہ بخش کلارک دفتر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر

خدا ہمارے بھائی منشی فضل احمد صاحب پر بہت بہت فضل کرے کہ تبلیغ کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتے ۔

بدوملہی میں پیغامی فتنہ کا انجام

پیغام میں چھپا تھا کہ مرہم عیسیٰ بدوملہی پہنچا۔ اور وہاں ۶ آدمیوں نے احمدیت سے توبہ کی۔ اور پیغامی فتنہ اندازوں میں شامل ہوئے۔ وہاں اسی مرہم عیسیٰ کے بھائی میاں عبدالعزیز و میاں محمد سعید صاحب پہنچے۔ ان کی تبلیغ کا یہ نتیجہ ہوا کہ ان چھ میں سے چار نے مفصلہ ذیل اعلان بھیجا ہے۔ اور باقی دو نے پہلے ہی بیعت نہیں کی تھی ۔

ہم لوگ جن کے دستخط ذیل میں درج ہیں۔ اس بات کو بصدق دل لکھ دیتے ہیں کہ ہم حضرت میرزا صاحب کو مسیح موعود اور نبی اللہ مانتے ہیں۔ اور ہماری نسبت جو اخبار پیغام صلح مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۱۶ء میں عقائد محمودیہ سے بیزاری اعلان کرنے والے لکھا گیا ہے۔ وہ ایک دھوکہ ہے۔ جو حکیم مرہم عیسیٰ نے ہمیں دیا۔ حضرت مسیح موعود کی تحریروں سے صاف ثابت ہے کہ حضرت مسیح موعود فی الواقع نبی ہیں۔ اور جس نبوۃ سے میرزا صاحب کو انکار ہے وہ صرف تشریعی اور براہ راست نبوۃ سے انکار ہے۔ اور یہ دونوں باتیں حضرت مسیح موعود شرائط نبوت قرار نہیں دیتے۔ اور بکرر آنکہ ہمیں حکیم مرہم عیسیٰ نے سخت دھوکہ اور فریب میں رکھا اور ایک طور سے پیچیدہ الفاظ لکھکر ہم سے زبردستی دستخط کروائے گئے ۔

(۱) میری نسبت حکیم مرہم عیسیٰ نے اخبار میں جو شائع کرایا ہے محض دھوکہ دیا ہے۔ غلام محمد بقلم خود احمدی۔

(۲) انگوٹھا۔ امام الدین ۔

(۳) ہمیں حکیم مرہم عیسیٰ صاحب نے بڑے زور سے پیش کیا۔ کہ مرزا صاحب نے کہیں اور کسی جگہ بھی اپنے آپ کو نبی نہیں لکھا۔ اس لئے ہم ان پر اعتبار کرکے ان کے دھوکہ میں آگئے حالانکہ حضرت مسیح موعود کی تحریروں سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت اقدس نبی ہیں ۔ بقلم خود نبی بخش

(۴) بقلم خود الٰہی بخش ۔

عید تو ہے چاہو کرو یا نہ کرو

یہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام ہے جس کی بنا پر ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا اعتراض ہے کہ چونکہ حضرت صاحب نے عید نہیں کی پس ثابت ہوا کہ آپ اپنے الہام کو حدیث کے مقابل پر ظنی سمجھتے تھے۔ چونکہ لوگوں نے چاند نہیں دیکھا اس لئے آپ نے عید نہ کی۔ میں اس پر مفصل لکھ چکا ہوں۔

اس فقرے میں ایک انشاء ہے۔ ایک خبر۔ خبر کے متعلق میں ڈاکٹر صاحب اور ان کے ہمخیالوں سے پوچھتا ہوں کہ مسیح موعود نے بذریعہ وحی جو خبر دی تھی وہ صحیح ہے یا غلط۔ اگر صحیح ہے (جیسا کہ بعد کے واقعات نے بھی ثابت کر دیا) تو پھر عید کے روز خدا تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ چاہے عید نہ کرو یعنی روزہ رکھو۔ خلاف شریعت وحی ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو دوسرے الفاظ میں آپ نے مان لیا کہ جس کو تم مسیح موعود مانتے ہو۔ اس کو نعوذ باللہ شیطانی الہام ہُوا کیونکہ شریعت کہتی ہے عید والے دن روزہ رکھنا شیطان کا کام ہے۔ اور مسیح موعود کی وحی کہتی ہے چاہے عید نہ کرو۔ تو کم از کم اس وحی کا ایک حصہ ضرور (نعوذ باللہ) شیطانی ٹھہرا اور اگر یہ وحی خلاف شریعت نہیں تو پھر تمہارا اعتراض رفع ہو گیا جو ہم پر کرتے ہو۔ کہ عید والے دن روزہ کیوں رکھا گیا۔ کیونکہ خدا نے فرما دیا کہ عید بھی ہے مگر پھر بھی تمہیں اجازت ہے کہ روزہ رکھے رہو۔ عید نہ کرو۔

دوم۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہی وحی حضرت محمد رسول اللہ صلعم پر ہوتی تو آپ عید کرتے یا نہ کرتے اگر کہو کرتے۔ تو میں پوچھتا ہوں کیوں؟ اسی لئے کہ یہ خبر یقینی ہے۔ تو اب آپ ثابت کریں کہ مسیح موعود کی یہ خبر کہ آج عید ہے۔ یقینی نہ تھی۔ حالانکہ واقعات نے بھی یہ خبر صحیح ثابت کی اور آپ کا دعویٰ ہے کہ انبیاء گرچہ بودہ اند بسے ۔ کم نیم زان ہمہ بروئے یقین) اور اگر کہو حضرت محمد رسول اللہ پر یہ وحی ہوتی تو وہ اس واسطے اس کی بنا پر عید کر لیتے۔ کہ شریعت میں یہ درج ہے۔ کہ چاند دیکھنے کے بغیر اگر کسی اور یقینی ذریعہ سے معلوم ہو تو بھی عید کر لینی چاہئے۔ تو اس صورت میں آپ کا یہ قول ہے کہ مسیح موعود نے محض اس لئے عید نہ کی کہ بغیر چاند دیکھے عید جائز نہ تھی۔ باطل ہُوا (ب) اور یہ جو تم کہتے ہو کہ یہ وحی حدیث کے ماتحت کر لو اس کے کیا معنے ہیں۔ عید تو ہے۔ عید نہ کرو (جس سے مراد بقول تمہارے یہی ہے کہ روزہ رکھو) ایک اور جملہ ہے آخر اس کے کیا معنے ہیں جن کی بنا پر اس حدیث میں کہ عید والے دن روزہ رکھنا شیطان کا کام ہے اور اس الہام میں کہ عید ہے مگر روزہ رکھو تطبیق ہو سکتی ہے اگر کہو کہ اسی وحی میں دوسرا فقرہ بھی ہے تو میں کہوں گا سوال یہ ہے کہ آخر میں جو پیش کرتا ہوں یہ بھی اسی وحی کا حصہ ہے۔ کیا یہ شیطانی ہے اور دوسرے فقرہ کے متعلق میرا یہ جواب ہے کہ وقت نماز کا گذر چکا تھا چونکہ اس دن عید نہ پڑھی جا سکتی تھی۔ اس لئے وحی کی دوسری شق یعنی عید نہ کرو (روزہ رکھو) پر عمل کیا گیا۔

سوم۔ یہ بات ثابت شدہ ہے کہ الہام سنکر بہت سے احباب نے روزہ کھول دیئے۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے نزدیک یہ فعل روزہ توڑنے کے حکم میں ہے پس ضرور تھا کہ امام الزمان ان لوگوں کو حکم دیتے کہ تم نے سخت غلطی کی۔ اب اس کے بدلے ساٹھ ساٹھ روزے رکھو۔ حالانکہ یہ حکم نہیں فرمایا۔ ڈاکٹر صاحب اگر سنجیدگی سے نیک نیتی سے فی الواقعہ تحقیق کے لئے بحث کرنا چاہتے ہیں۔ تو ان ہر سہ امور کا جواب دیں۔ پھر انشاء اللہ بعد مزید لکھا جائیگا۔ مگر گالیاں اور تمسخر و استہزا اور نیچوں والی عبارت نہ لکھیں کہ مسائل میں متانت کو چھوڑنا سخت معیوب ہے۔ استہزاء شیوہ کفار و فساق ہے گو آپ اسے اپنی لیاقت کا ثبوت سمجھیں۔

آریہ گزٹ توجہ کرے

تحققات اسلام کے ماتحت آریہ گزٹ قرآن مجید پر کچھ اعتراض چھاپ رہا تھا۔ اس ہفتہ اس نے کوئی اعتراض نہیں لکھا البتہ یہ الزام لگایا ہے۔

ذرا قادیانی الفاروق۔ الفضل اور لاہوری پیغام صلح نیز امرتسری اہلحدیث اسلامی اخبارات کو اٹھانے کی تکلیف گوارا کرو۔ دیکھو یہ کس طرح آریہ رشیوں کو صلواتیں سنائی جاتی ہیں۔ کس طرح وید مقدس پر ٹھٹھے اڑائے جاتے ہیں اور کیسی دلآزار تحریریں آج کل بھی نکالی جا رہی ہیں۔

میں آریہ گزٹ کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ الفضل میں دکھائے کہاں وید کے ٹھٹھے اڑائے گئے ہیں۔ اور کہاں آریہ رشیوں کو صلواتیں سنائی ہیں ہم نے تو قرآن کریم کے متعلق آریہ صاحبان کے ایسا طور عمل اختیار کرنے کے باوجود بھی کوئی لفظ وید کے بارے میں نہیں لکھا۔ افسوس ہے اس شرافت کی قدر آریہ گزٹ نے یہ کی۔ کہ ہم پر غلط الزام لگا دیا۔

دہلی میں تبلیغ احمدیت کا اثر

دہلی کی سنگلاخ زمین میں آہنی دلوں پر فضل عمر کے خدام نے وہ ضرب لگائی ہے کہ خواجہ حسن نظامی کے آونہ ہی سے یہ صدا نکلی ہے۔

میں دیکھتا ہوں ہندوستان میں جس قدر اسلامی جماعتیں ہیں شیعہ ہوں یا اہل حدیث ++ ++++ قادیانی سب سے آگے ہیں۔ ظاہر میں دو فرقے ہو گئے ہیں ایک دوسرے پر وار کر رہا ہے۔ لیکن حقیقت میں مقصود دونوں کا یہ ہے۔ کہ قادیانی دائرہ اثر کا وسیع ہو۔ غیر قادیانی علماء کا زور گھٹے۔ ان کا رعب کم ہو۔ اور جمہور ان کے اقتدار سے نکلکر قادیانی اثر میں آجائیں۔ یہ انہوں نے یورپ سے سیکھا ہے۔ ایک فرقہ مرزا صاحب کو پیغمبر کہتا ہے اور اس رشتہ میں اپنی جماعت کو باندھ کر مستعد رجوش کار گزار بنا رہا ہے۔ گویا اس فرقہ کو مضبوط کر رہا ہے جسکو قادیان کے میرزا صاحب نے بنایا تھا۔ دوسرا میرزا صاحب کی پیغمبری سے انکار کرتا ہے اور اس غیر فرقوں کی شرکت کر کے اپنی بات منانے کا راستہ نکالتا ہے۔ ولایت میں تبلیغ اسلام کا عمل دکھا کر دوسری جماعتوں کے جذبات اسیر کرتا ہے مگر جب فلسفیانہ گہرائی سے نتائج پر غور کرو گے

برادران سلسلہ احمدیہ توجہ فرماویں

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ باوجود کئی قسم کی مشکلات کے سلسلہ احمدیہ کے تمام کام ہر رنگ میں ترقی کر رہے ہیں۔ مگر سلسلہ کی ترقی کے ساتھ اخراجات بھی ترقی پر ہیں۔ اس لئے روپیہ کی سخت ضرورت پیش آتی ہے۔ اس لئے تمام احمدی بھائیوں کی خدمت میں نہایت زور سے اپیل کیجاتی ہے۔ کہ وہ ہر دو انجمنوں یعنی صدر انجمن احمدیہ اور انجمن ترقی اسلام کے چندوں کی طرف خوب توجہ فرماویں۔ کیونکہ کافی روپیہ نہ ہونے کی وجہ سے منتظمین کو سخت دقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور سلسلے کا کام رک بھی نہیں سکتے۔ مبلغین کو دور دور مقامات پر بھیجنا پڑتا ہے۔ بعض اضلاع میں مستقل مبلغ مقرر ہیں۔ صدر انجمن کے مختلف صیغوں کا سات آٹھ ہزار مستقل ماہوار خرچ ہے۔ کئی مساکین کو وظیفہ دیکر مدرسہ احمدیہ و ہائی اسکول درزی خانہ وغیرہ میں تعلیم دیجاتی ہے کئی یتامیٰ کی پرورش کی جاتی ہے۔ کئی بیوؤں کی امداد کرنی پڑتی ہے۔ دور دور مقامات سے مثلاً بنگال۔ مالابار افغانستان کے لوگ دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے قادیان میں آئے ہیں۔ مختلف ٹریکٹ عام اشاعت کے لئے شائع کرنے پڑتے ہیں۔ غرض بیشمار قسم کے اخراجات ہیں جن کا ادا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ مگر ان ضروری اخراجات کے لئے جس قدر روپے کی ضرورت ہے اس قدر آمد نہیں اور یہ اخراجات چل نہیں سکتے جب تک ہماری جماعت پوری توجہ سے اس بارے میں فرض کو ادا نہ کرے پس کم از کم ہر ایک احمدی کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ وہ ان اخراجات کو ایسا ہی ضروری سمجھے جیسا کہ وہ اپنے گھر کے اخراجات کو ضروری سمجھتا ہے اور ان کے لئے اس کو ایسا ہی فکر کرنا چاہئیے۔ جیسا کہ وہ اپنے اخراجات کے لئے فکر کرتا ہے۔ اس امر کی طرف تمام احمدیوں کی عموماً اور تمام سکرٹری صاحبان کی خصوصاً توجہ کراتا ہوں کہ بہت کوشش سے روپیہ جمع کر کے قادیان میں بھیجیں۔ اللہ تعالیٰ آپ صاحبان کو اس کا اجر عظیم عطا فرماویگا۔ میرے ان چند الفاظ کو آپ معمولی نظر سے نہ دیکھیں۔ بلکہ یہ سمجھیں کہ سخت اور فوری ضرورت کی وجہ سے یہ اپیل آپ صاحبان کی خدمت میں ہے۔ اسے صدق اور اخلاص سے پورا کریں۔ کہ خدا اس کو دیکھکر تم پر راضی ہو جاوے۔ بعض احباب اور انجمنوں کے نام ایک خاص رقم مقرر کر کے انکو اطلاع دی گئی تھی ایسے احباب اور انجمنوں کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ اگر ابھی آپ نے وہ بقیہ رقم ادا نہیں کی۔ تو اس کی طرف بھی توجہ فرماویں۔ نیز یہ بھی یاد رہے۔ کہ جو روپیہ بھیجا جائے۔ اس میں تفصیل ضرور کی جائے کہ اس میں صدر انجمن کا چندہ کس قدر ہے اور ترقی اسلام کا کس قدر حضرت خلیفۃ المسیح کا ارشاد ہے۔ کہ اس چندہ کے علاوہ جو احباب صدر انجمن احمدیہ کے لئے دیتے ہیں ہر ایک صاحب ایک پیسہ فی روپیہ کے حساب سے اور زمیندار احباب ایک سیر فی من کے حساب سے ترقی اسلام کے لئے باقاعدہ چندہ دیا کریں پس اس امر کا بھی احباب ضرور نوٹ کرلیں۔ اور اس کے مطابق تعمیل فرماویں۔ اللہ تعالیٰ آپ صاحبان کے دلوں میں موجودہ سخت ضروریات کا احساس پیدا کرے۔ اور اس راہ میں اپنے مال کی قربانی کرنے کی توفیق بخشے آمین:۔

نیز احباب ہر دو انجمنوں کی امداد اس طرح بھی کر سکتے ہیں۔ کہ مدرسہ احمدیہ و ہائی سکول میں اپنے لڑکے پڑھنے کے لئے بھیجیں۔ قرآن شریف انگریزی اردو و ریویو۔ اردو انگریزی کی اشاعت اور خریداری میں امداد دیں۔ وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔

یہ چٹھی سکرٹری صاحبان احباب کو جمع کر کے سنا دیں۔ اور چندہ کی فراہمی کے لئے کوشش فرماویں:۔

اسسٹنٹ سکرٹری صدر انجمن احمدیہ و سکرٹری ترقی اسلام قادیان

فہرست نومبائعین

بابت ماہ اپریل ۱۹۱۶ء

البیہ محمد یوسف شملہ کرم دین۔ گجرات
تاج الدین۔ تحصیل ظفروال سیالکوٹ غلام علی۔ راولپنڈی
عبدالحکیم پورینیہ غلام قادر افریقہ
قائم دین لائلپور علی حیدر۔ لیٹانگ
خدابخش لاہور محمد نذیر لائلپور
والدہ میاں بڈھا۔ لائلپور فضل محمد
سلطان بخش۔ ہوشیارپور شیخ محی الدین۔ اورنگ آباد
عبدالقادر۔ کانانور۔ مالابار شیخ جلال الدین۔ برہمنی
دین محمد چک ۱۹۲ لائلپور حسن احمد۔ مدراس
محمد علی۔ شاہجہانپور برکت علی۔ نابھہ
اہلیہ محمد علی 〃 ہاشم۔ 〃
منشی احمد حسین۔ پربہا سید محی الدین ملیسود
سید واحد حسین۔ رد بلکینڈ اہلیہ 〃 〃
چوہدری محمد عظیم۔ ملتان سید عبدالجبار 〃
محمد حسن۔ بہاولپور سیدہ عزیز النساء 〃
عبدالغنی بہاولپور سیدہ عزت النساء 〃
عبدالکریم 〃 سید قاسم علی قریشی جنید
نواب شاہ گجرات محمد خان علی گڑھ
کوجالی عبدالقادر۔ کنیا نور اہلیہ خوشی محمد گوجرانوالہ
فتح محمد۔ ضلع سیالکوٹ خلیل الرحمٰن۔ سامانہ۔ پٹیالہ
محبوب خان۔ پلٹن ۱۰۳ راولپنڈی والدہ ملبی 〃 〃 〃
اہلیہ 〃 〃 بابو محمد شریف۔ بٹالہ
مولوی سید شیر محمد۔ لائلپور ملک فتح محمد۔ گوجرانوالہ
شاہ محمد گوجرانوالہ عبدالصمد خان۔ بھاگلپور
سردار خان 〃 ملک محمد سعید خان۔ ساکنہ جنڈ راولپنڈی
محمد عبداللہ برار ہمشیرہ محمد نواب خان ثاقب۔ مالیرکوٹلہ
مستری محمد حسین۔ سیالکوٹ مسماۃ گوہر بی بی گوٹیکے۔ گجرات
عبدالرحیم۔ ادے پور بھابھی صاحبہ کلاں سید
الٰہی بخش گوالیار عبدالمجید صاحب۔ منصوری

میزان ۵۷

بیعت خلافت

امیر لوگ۔ رنگروٹ راولپنڈی	بابو اللہ بخش کلرک دفتر
مستری حاکم دین معہ اہلیہ	ڈپٹی کمشنر۔ بنوں
ورکشاپ لاہور	میزان ۔ ۳